سچائی اور راستبازی، مومنین صادقین کی لازمی صفت

الزام تراشی اور بہتان ترازی معاشرے کا کلچر بن چکا ہے، میڈیا کے ذریعے سیاسی اور مذہبی مخالفین پر جھوٹے الزامات کی بھرمار کی جاتی ہے آج ہر کوئی مفتی بنا پھرتا ہے۔ٹی وی پر آنے والے مفتی حضرات میں بعض ایسے ہیں جو جھوٹ گڑھ کر لادینیت پھیلا رہے ہیں جو امریکی ایجنڈا ہے اور ہمارے منافق حکمرانوں نے اس ایجنڈے کو عملی شکل دینے کیلئے الیکٹرانک میڈیا میں ایسے دجالوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے جو دین کے نام پر دجل اور فریب کی خوب تشہیر کررہے ہیں جبکہ صحابہ کرامؓ اس معاملے میں بہت محتاط رہتے تھے۔سیدنا ابوبکر صدیقؓ رسول ﷺ کے سفر اور حضر کے ساتھی تھے، احتیاط کے پیش نظر بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔آپؓ کے پاس دادی کی میراث کا مسئلہ پیش کیا گیا تو برملا جواب دیا:

''مجھے کتاب وسنت سے کسی ایسے فیصلے کا علم نہیں۔''

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت مسلمہؓ نے شہادت دی کہ نبی ﷺ نے دادی کو چھٹا حصہ مقرر کیا ہے تب جا کر سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اس مقدمے کا فیصلہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

''مجھے اس کا علم نہیں۔'' (مستدرک حاکم)۔

امام مالک سے دیارِ مغرب سے ایک وفد اپنے علاقے کے لوگوں کی نمائندگی کرتے ہوئے مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ان کے پاس 40 سوال تھے۔امام صاحب نے 4 سوالوں کے جواب دیئے اور باقی سب کے متعلق فرمایا کہ میں ان کے بارے میں نہیں جانتا۔

اہل علم کے نزدیک کسی مسئلے کے جواب میں یہ کہنا کہ میں اس کے بارے میں نہیں جانتا یہ بھی ایک علم ہے۔نبی ﷺ نے فرمایا:

''قاضی 3 قسم کے ہیں: ایک جنت میں جائے گا اور باقی 2 جہنم میں، جو حق کا صحیح علم رکھتا ہو اور پھر اس علم کے مطابق فیصلہ کرے وہ جنتی ہے، جو حق کا علم رکھتا ہو اور فیصلہ اس کیخلاف کرے وہ جہنمی ہے اور جو حق کا علم ہی نہ رکھتا ہو اور اس کے باوجود لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے وہ بھی جہنمی ہے۔''

آج ہماری عدالتوں میں حق اور انصاف کا جو قتل عام ہو رہا ہے اور پنچایتوں میں جو جاہلانہ فیصلے کئے جاتے ہیں یہ ظلم اور جھوٹ کی انتہا ہے۔اس وجہ سے انصاف ناپید ہے اور معاشرہ ظلم کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔جھوٹ کا اس قدر چلن ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے پھیلا دی جاتی ہے جبکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات کو (بغیر تحقیق کے) آگے پھیلا دے۔''

جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہؓ پر جھوٹی تہمت لگائی تھی ان کے جھوٹے پروپیگنڈے میں بعض مخلص مسلمان بھی شریک ہوگئے تھے۔قرآن عظیم الشان نے جب ان کی برأت کا اعلان کیا تو ساتھ ہی کہا:

''اسے سنتے ہی مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے بارے میں نیک گمان کیوں نہیں کیا کہ یہ تو کھلا بہتان ہے۔'' (النور

12)۔

آج الزام تراشی اور بہتان ترازی معاشرے کا کلچر بن چکا ہے۔میڈیا کے ذریعے سیاسی اور مذہبی مخالفین پر جھوٹے الزامات کی بھر مار کی جاتی ہے اور کوئی نہیں سوچتا کہ کل قیامت کے دن ان ساری باتوں کی تشہیر کرنے میں حصہ لینے والے اپنے رب کو کیا جواب دیں گے ۔سوسائٹی میں ہر سطح پر جھوٹے الزامات کا سلسلہ جاری ہے۔خاندانوں اور قرابتداروں میں دوست احباب اور محلّہ داروں میں ایک دوسرے پر جھوٹے الزامات لگائے جاتے ہیں جن سے اختلافات جنم لیتے ہیں اور آئے دن لڑائی جھگڑوں میں خونِ مسلم سے ہولی کھیلی جاتی ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔

جھوٹ دراصل موجودہ دور کا بدترین ام الخبائث ہے جسکے ذریعے بہت سے دوسرے گناہ اور جرائم جنم لے رہے ہیں ۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور پھر اس نے اپنے مختلف گناہوں کا اقرار کیا اور کہا میں ان میں سے ایک گناہ چھوڑنے کیلئے تیار ہوں۔حضور اکرم ﷺ نے اس سے وعدہ لے لیا کہ تم جھوٹ نہیں بولو گے،اس نے عہد کرلیا۔عرب عہد کی بڑی پاسداری کرتے تھے۔ رات کے اندھیرے میں اس شخص نے جب بدکاری کا ارادہ کیا تو سوچا کہ جب رسول اللہ ﷺ پوچھیں گے کہ بدکاری کی تھی تو کیا جواب دوں گا۔اگر انکار کروں گا تو وعدہ خلافی ہوگی اور اگر اقرار کروں گا تو حد جاری ہوگی۔اس طرح چوری،شراب نوشی اور باقی گناہوں کے بارے میں بھی سوچا پھر خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جھوٹ چھوڑنے سے باقی سارے گناہ بھی چھوٹ گئے۔

حقیت یہی ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کیلئے 10 جھوٹ اور بولنے پڑتے ہیں اور جھوٹے آدمی کا دنیا میں نہ کوئی اعتبار کرتا ہے نہ وہ آخرت کی سزا سے بچ سکے گا۔جھوٹی گواہی اللہ کے نزدیک جھوٹ بولنے سے بھی بڑا گناہ ہے۔نبی ﷺ نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں 3 ہلاک کردینے والے گناہوں کے متعلق بتاوٗں؟۔''

صحابہ کرام نے عرض کیا ضرور یارسول اللہ ﷺ!۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا،والدین کے ساتھ برا سلوک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔''

جب آپ ﷺ نے جھوٹی گواہی کا ذکر کیا تو صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک اس قدر سرخ ہوگیا جیسا کہ اس پرا نار نچوڑے ہوئے ہیں۔ایسا اس وقت ہوتا تھا جب حضور ﷺ انتہائی غضب ناک حالت میں ہوتے،پھر آپ ﷺ تکرار کیساتھ: **شھادة الزور** ''جھوٹی گواہی'' کا باربار ذکر کرتے رہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی آپ ﷺ کے نزدیک سخت ترین گناہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور جھوٹی گواہی سے اجتناب کرو۔''

رحمٰن کے بندے وہ ہیں ''جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے'' نبی ﷺ نے اپنے ایک خواب کا ذکر کیا۔نبی کا خواب وحی کی مانند ہوتا ہے،

ارشاد فرمایا:

''میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کی باچھیں لوہے کے آنکڑے سے چیری جاتی ہیں حتیٰ کہ کان تک ایک طرف سے فرشتہ ان کو چیر ڈالتا ہے پھر اس کی آنکھ سے چیرا جاتا ہے دوسری آنکھ تک، پھر اس کی ناک کے نرخرے سے آخر تک چیرا جاتا ہے پھر دوسری طرف یہی عمل دہرایا جاتا ہے۔ اس طرح قیامت تک اس کی یہ سزا ہے تو میں نے فرشتے سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جس کو ایسی سخت سزا مل رہی ہے تو فرشتے نے بتایا کہ یہ جھوٹا شخص ہے۔'' (بخاری)۔

اگر ہم اللہ کے سچے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں تو آج سے سچی توبہ کریں اور جھوٹ بولنا چھوڑ دیں تو انشاءاللہ ساری زندگی میں اس کی خیر و برکت حاصل ہوگی۔ ترمذی شریف میں حدیث رسول ﷺ ہے:

''بہت بڑی خیانت ہے کہ اگر تم اپنے بھائی سے جھوٹ بول رہے ہو اور وہ تمہاری بات کو سچا سمجھ رہا ہو۔''

ظاہر ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر اعتماد کرتا ہے۔ اگر ہم کسی کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائیں تو دہرے مجرم ہوں گے۔ ایک جھوٹ بولنے کی وجہ سے اور دوسرے مسلمان کو دھوکہ دینے کی وجہ سے۔ خیر القرون کے مسلمان اپنے معاملات میں اس قدر سچے اور کھرے تھے کہ لوگ ان کیساتھ آنکھیں بند کر کے قرض ادھار کے معاملات کرتے تھے۔ انکا مسلمان ہونا ہی اس بات کی سند تھی کہ وہ کسی کیساتھ جھوٹ فراڈ نہیں کر سکتے۔ آج معاملہ الٹ گیا ہے۔ غیر مسلم بھی اس لئے ہم سے معاملہ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اور خود ہم بھی ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرتے اس لئے مسلمان سچائی اور دیانتداری میں نام حاصل کرنے کے بجائے جھوٹ اور بددیانتی میں نام حاصل کر چکے ہیں۔

آج دراصل ہم سچائی کی قدر و قیمت سے نا آشنا ہو چکے ہیں۔ سچ پر ہمارا ایمان ہی نہیں۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو کہتے رہتے ہیں کہ آج کل سچائی کا زمانہ ہی نہیں۔ بھائی صاحب آج سچ کہاں چلتا ہے وغیرہ وغیرہ...... سچ دراصل ہر دور میں چلتا ہے بشرطیکہ سچ بولنے والے کو اپنی سچائی اور ایمان پر یقین ہو۔ عبرت کیلئے ایک واقعہ بیان کر دیتا ہوں۔

متحدہ ہندوستان میں کاندھلہ میں ایک پلاٹ پر ہندو مسلم جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ مقدمہ انگریز کی عدالت میں پہنچ گیا۔ جج نے دونوں فریقوں سے کہا کہ آپس میں بات چیت کے ذریعے مسئلہ حل کر لیں تو بہتر ہے۔ ہندوؤں نے ایک تجویز پیش کی کہ ہم جج صاحب کو ایک مسلمان عالم دین کا نام بتائیں گے اور وہ جو فیصلہ کریں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔ مسلمانوں نے خوشی خوشی اس کو قبول کر لیا۔ ہندوؤں نے مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کا نام پیش کر دیا۔ جج نے فیصلے کی تاریخ دے دی۔ ہندو اور مسلمان بڑی تعداد میں عدالت میں جمع ہو گئے۔ انگریز جج نے مفتی صاحب کو مخاطب کر کے پوچھا: بتائیں زمین کا متنازع پلاٹ کس کا ہے؟ مفتی صاحب نے کہا ہندوؤں کا۔ انگریز جج نے دوسرا سوال کیا: کیا ہندو اس پلاٹ پر مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟ مفتی صاحب نے جواب دیا: جب یہ ان کی ملکیت ہے تو یہ ان کی مرضی ہے کہ وہ یہاں مندر بنائیں یا گھر۔ انگریز جج نے مفتی صاحب کی بات سن کر جو فیصلہ سنایا وہ تاریخ میں آبِ زر سے لکھنے جانے کے قابل ہے:

''آج اس مقابلے میں مسلمان ہار گئے لیکن اسلام جیت گیا''

جب انگریز جج نے فیصلہ سنا دیا تو ہندوؤں نے کہا: جج صاحب ہمارا فیصلہ بھی سنئے۔ ہم اس وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور

اپنے ہاتھوں سے اس پلاٹ پر مسجد تعمیر کریں گے۔

اللہ اکبر! یہ ہے سچائی کی برکت، یہ ہے اسلام کی حقانیت۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

آج ہم منصبِ امامت سے معزول ہو چکے ہیں۔ اس لئے کہ ہم نے سچائی اور دیانتداری کی راہ چھوڑ دی ہے۔ اگر ہم پھر سے اپنے اندر یہ اخلاقی صفات پیدا کرلیں تو دوبارہ منصبِ امامت ہمیں مل سکتا ہے۔ بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں بڑا ہی سبق آموز واقعہ بیان کیا گیا ہے:

ایک عورت نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میری ایک سوکن ہے۔ کیا میرے لئے اس میں کوئی حرج ہے کہ شوہر جو کچھ مجھے دیتا ہے اس کے علاوہ بھی میں سوکن پر خوشحالی اور خوش پوشی کا مظاہرہ اس طرح کروں کہ یہ سب کچھ شوہر ہی دے رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''خلافِ واقعہ خوشحالی کا مظاہرہ کرنے والا اس شخص کے برابر ہے جس نے جھوٹ کا لباس زیب تن کیا ہوا ہو۔''

یعنی فخر اور نمائش کی غرض سے اپنی پوزیشن سے بڑھ کر کھانے اور لباس وغیرہ میں دکھاوا کرنا بھی ایک طرح کا جھوٹ ہے اور آج ہر ایک اس جھوٹ میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم بدترین گناہ ہے لیکن ہماری عدالتوں میں جھوٹے گواہ کرائے پر مل جاتے ہیں اور ایسے وکیل بھی آسانی سے مل جاتے ہیں جو جھوٹے مقدمے بنا کر بڑی رقمیں اینٹھ لیتے ہیں۔ پٹواری اور تحصیل دار جھوٹے بیع نامے اور ایک کی زمین دوسرے کے نام کر دیتے ہیں، لاکھوں جھگڑے عدالت میں چلتے رہتے ہیں جہاں جھوٹے وکیل اور جھوٹے گواہ جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ ابن ماجہ اور حاکم کی روایت ہے:

''قیامت کے دن جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم ہل نہیں سکیں گے جب تک کہ اس پر آگ واجب نہ کر دی جائے۔''

اکثر پولیس کیس جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔ تعلقات اور مالِ حرام، رشوت اور اقربا پروری کی بنیاد پر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کیا جاتا ہے حالانکہ اس امت کو حق اور سچ کا گواہ بنایا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہمیشہ سچ اور حق اور عدل اور انصاف کی گواہی دو خواہ یہ گواہی خود تمہارے یا تمہارے قرابت داروں کیخلاف ہی کیوں نہ ہو۔

شیخ عبدالقادر جیلانی مشہور صوفی بزرگ اور عالم دین گزرے ہیں۔ حصول علم کیلئے گھر سے نکلے۔ والدہ نے خرچ کیلئے کچھ رقم اندر کی جیب میں ڈال دی۔ راستے میں ڈاکہ پڑا تو ڈاکوؤں نے بچے سے پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا ہاں اتنی رقم ہے۔ ڈاکو اسے اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ سردار نے کہا اگر تم انکار کر دیتے تو کسی کو تم پر شک بھی نہ گزرتا پھر تم نے ہم کو اپنے چھپے مال کی خبر کیوں دی؟ بچے نے معصومیت سے جواب دیا: میری ماں نے مجھے ہمیشہ سچ بولنے کی تاکید کی ہے۔ بچے کی اس حق گوئی کا یہ اثر ہوا کہ ڈاکوؤں کا سردار اپنے گروہ سمیت سچی توبہ کر کے لوٹ مار چھوڑ کر نیکی کے راستے پر آ گیا۔

یہ ہماری تاریخ کا ایسا واقعہ ہے جسے شہرت عام حاصل ہے کاش ہم اس سے عبرت حاصل کریں اور سچائی کی راہ اختیار کرلیں۔ اللہ

سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین یا رب العالمین۔